© rasailojaraid.com

محمد اشرف خاں لکھنوی ثم دہلوی

از

جناب عابد رضا صاحب بیدار
(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

حسرت مرحوم کو اشرف خاں۔ خاںؔ کا کوئی مجموعہ نہیں مل سکا (اردوئے معلی، تذکرہ تلامذہ مصحفی بسلسلۂ ترجمہ تنہا) ہندوستان میں ان کے تین قلمی دیوان حیدر آباد، علی گڑھ اور رام پور میں موجود ہیں۔ دیوان اوّل حیدر آباد میں ہے۔ دیوان دوم وسوم رام پور میں ہیں اور دیوان دوم کا ایک بدخط اور بوسیدہ نسخہ لٹن لائبریری علی گڑھ میں ہے۔ دیوان اول (نسخہ آصفیہ) کی تاریخ کتابت ۱۲۵۸ھ ہے۔ دیوان دوم وسوم پر تاریخ کتابت درج نہیں۔ دیوان دوم (نسخہ رام پور) کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کسی نقاش کی بنائی ہوئی خاںؔ کی "شبیہہ" بھی ہے جس میں وہ کلاسکی انداز پر گاؤتکیہ کے سہارے بیٹھے ہوئے ہیں حقہ سامنے رکھا ہے۔ اس کے اوپر لکھا ہے۔ "شبیہہ خاں موصوف۔ اشرف خاں صاحب قبلہ۔

دیوان اول کے قطعاتِ تاریخی ۱۲۴۶ھ تک کے ہیں اور غالباً سب سے پہلا قطعہ ۱۲۲۹ھ کا ہے۔ دیوان دوم میں ۱۲۴۸ھ سے ۱۲۵۲ھ تک کے قطعات ہیں۔ صرف ایک تاریخ ۱۲۴۴ھ کی ہے اور ایک ۱۲۴۳ھ کی۔ دیوان سوم میں کوئی تاریخی قطعہ نہیں ــــ دیوانِ دوم کے آغاز میں کاتب نے لکھا ہے! "دیوان دوم تصنیف محمد اشرف خاں صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ مع شبیہہ" اور آخر میں یہ عبارت ہے! "تمام شد دیوان دوم تصنیف محمد اشرف خاں صاحب قبلہ متخلص بہ خاں ولد محمد علی خاں بہادر ابن نواب روشن الدولہ۔ روشن خاں بہادر ساکن شاہجہاں آباد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریر یافت۔" دیوان سویم کے سرورق یہ عبارت ملتی ہے!" دیوان سوم مسمی دفتر گلزار ملک الشعرائے ہند محمد اشرف خاں صاحب سلمہٗ جز ۱۹ بیت ہا سہ ہزار دو ہفت صد پنجاہ و پنج شعر۔

سخاوت مرزا صاحب آج کل ۱۹۵۳ء میں خاںؔ کے حالات اور دیوان اول پر تبصرہ لکھ چکے ہیں۔ "تذکرہ خوش معرکہ زیبا (نسخہ علی گڈھ) میں بھی خاںؔ کا ترجمہ موجود ہے اور اس کے علاوہ ان کے تلامذہ کا ذکر بھی ہے۔ یہ تذکرہ ۱۲۶۱-۱۲۶۲ھ میں نائب کے شاگرد سعادت خاں ناصرؔ لکھنوی نے ترتیب دیا۔ اس وقت تذکرہ کے اندازِ بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاںؔ زندہ تھے اور یہ بھی کہ تذکرہ نگار سے ان کے دوستانہ تعلقات بھی تھے۔ ناصرؔ نے لکھا ہے:۔

"خان ساماں دیوان سخنوری اشرف خاں تخلص خاںؔ خلف محمد علی خاں ابن روشن خان مخاطب بہ روشن الدولہ وطن اس کے بزرگوں کا شاہجہاں آباد مولد اس کا لکھنؤ، غیور، شہسواری اسپ میں مشہور شاگرد میاں مصحفی" اور اس کے بعد ۲۷ شعر نمونتہً دیئے ہیں۔ اسی تذکرہ میں ترجمہ مصحفی کے سلسلہ میں خاںؔ کا ذکر آیا ہے۔

اشرف خاں صاحب کہ شاگرد میاں صاحب کے ہیں مجھ سے کہتے تھے اک دن مرزا جعفر نے صحبتِ عام میں میاں مصحفی سے پوچھا آپ نے کوئی ایسا شعر بھی کہا ہے جس میں ...... یہ شعر پڑھا۔

کس قدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا بھیج دیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام

(۲)

خاںؔ کوئی بڑے شاعر نہیں۔ ان کے یہاں اچھے شعر بھی بہت کم ہیں لیکن ان کے لئے یہ شرف کچھ کم نہیں کہ وہ مصحفی کے شاگرد ہیں اور پھر وہ اور ان کے ساتھ کے تمام شاعر لسانی مطالعہ کے لئے بھی بہت اہم ہیں اس کے ساتھ ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موضوعات کی تبدیلی اور دہلویت پر دھیرے دھیرے لکھنویت کی فتح کے نشانات کی حیثیت سے ان کی کافی اہمیت ہے۔ مصحفی کے یہاں جو خارجی رنگ ہلکا اور "مستعار" سا تھا اب پختہ ہو چلا ہے۔ کبھی کبھی خاںؔ اور ان کے ساتھ کے دوسرے شعرا کے یہاں خالص دہلوی رنگ ہاتھ پاؤں مارتا دکھائی دیے جاتا ہے۔ مشکل ردیفوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی بحروں میں بڑی آسان ردیفیں بھی مل جاتی ہیں۔ لیکن مطالعہ کے دوران میں دل میں یہ بات اترتی جاتی ہے کہ ایک روایت دوسری کے لئے جگہ چھوڑ رہی ہے۔

خاںؔ کے یہاں مجھے ایک چیز اور ملی اور وہ ہے بول چال کی زبان سے قربت اس سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو عوام بولتے ہیں بلکہ بات کہنے کا وہ انداز جیسے کوئی آپس میں باتیں کرے۔ مثلاً مصحفی نے نمونتہً خاںؔ کا ایک شعر دیا ہے۔

ہر بات پہ کہتے ہو کہ دیوانہ ہے یہ بھی ہر بات پہ گالی کوئی یارانہ ہے یہ بھی

بالکل سادہ انداز۔ عوامی انداز۔ بول چال کا انداز۔ بے تکلفی کا انداز۔ سب جگہ تو ایسا نہیں لیکن اس طرز کے کافی شعر مل جاتے ہیں اور اسی سلسلے میں محاوروں کا استعمال بھی آجاتا ہے اور محاوروں کے ساتھ ساتھ ضرب الامثال یا وہ جملے جو ضرب المثل تو نہیں لیکن مشہور انہیں کی طرح ہیں۔ مثلاً دیوان سوم میں

ع باقی تھا ایک تو میرے حصہ میں بٹ گیا ع عاشق کی ترے بات ہوئی تو نہ بھی کچھ

ع ہر وقت ہوں ہر لحظہ گنہگار رہوں تیرا ع روزہ ہمارا کیا ہے ہماری نماز کیا

ع رقیب روسیہ گر تجھ سے بل کی روز لیتا ہے ع تم سے وفا جو کی تو ہوا کیا نہال میں

ع ایسے آنے سے میں گزرا تمہیں کیا آنا تھا ع موت آوے گی فرشتہ مرا گھر دیکھ چکا

ع میں گذرا چاہ سے میر اسلام بس جی بس ع تو ہنس کے بولے خاںؔ جی ادھر تو لاؤ ہاتھ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان سب چیزوں کے ساتھ بے ساختہ پن خاں کی خصوصیت ہے اور پھر کچھ مصحفی کے اثر سے اور کچھ دہلی کے براہِ راست اثر سے یا کچھ وہاں کے نام سے اکثر جگہ داخلی رنگ بھی بڑا رچا ہوا ملتا ہے۔ ان تمام خصوصیات کا اندازہ دیوانِ دوئم و سوئم کے اس مختلف انتخاب سے ہو سکے گا۔

سینہ تھا اور ہاتھ تھا دیوار اور سر
عالم نہ پوچھ میری شبِ انتظار کا

گردشِ چرخ میرے دور میں کیا تونے کیا
ہاتھ میں جام کے لیتے ہی سبو ٹوٹ گیا

ساقی ترے میخانے کو کیا یاد کروں گا
لبریز مرے دور میں اک جام نہ آیا

تو سمجھ یا نہ سمجھ یار ترے یار ہیں ہم
برسوں گزرے کہ میاں طالبِ دیدار ہیں ہم

طرفِ گل سے کیا بند قفس کا سوراخ
قید میں خاطرِ صیاد کیا کرتے ہیں!

تم آؤ یا نہ آؤ شام سے روز
تمہارا آسرا ہے اور میں ہوں

ع رو رو کے تیری یاد میں راتیں گزاریاں:-

پرواز کو ترستا ہوں فصلِ بہار میں
مجھ سا بھی دہر میں کوئی بے بال و پر نہ ہو

میکشوں کی ترے دروازے پہ فریاد رہے
ساقی تو شاد رہے میکدہ آباد رہے

روز کے رنج سے گھبرا گیا ہے جی میرا اب
ایسے جینے سے تو اے خاک کہیں مر جائیں

چشمِ گریاں ترا برا ہووے
قصّہ خاص میرا عام کیا

دیکھ کر تجھ کو جو بچ جائے تو بچ جائے مگر
تیرے بیمار کے مرنے ہی کے آثار ہیں سب

اس درجہ مے کشی ہے تری چشمِ مست سے
پلوا رہا ہے مے سر بازار محتسب

شام ہی سے شبِ غم میں الجھتا ہے دلِ زار
کس طرح کٹتے دیکھئے یہ چار پہر آج

مجھ سا وحشی نہ ہوا ہے نہ کبھی ہوئے گا
کب رہے گی یہ زمانے کی ہوا میرے بعد

اے خدا رکھیو یونہیں صحبتِ مستاں قائم
بادہ کش شور کریں ساقیِ گلفام کے گرد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سخت حیرانی نہ منفعل کرنا
ہاتھ نازک بہت ہیں قاتل کے

وہ بادہ نوش ہوں ساقی کرے جو مجھ پہ کرم
سبو کو منھ سے لگاؤں نہ فکرِ جام کروں

یہ بات پرانی ہے ہر اک بات پہ چھڑکی
تازہ سا کوئی ظلم اب ایجاد کرو تم

معاصرانہ اشارے:۔

وہ غزل ہے یہ مری اے حضرت خاںؔ گر سنے
شاعرِ مغرور کا گل ہووے تو روشن چراغ

شعر کہہ آتا نہیں جن کو ذرا خاں ہرگز
وہ یہ کہتے ہیں کہ افسوس ہوا اب میرؔ نہیں

غلط ہے خاںؔ جو کہے کوئی ہیں ہوس بے استاد
جہاں میں ایک بھی تسبیح بے امام نہیں

مہر و شفقت سے سکھایا ہی مجھے فنِ شعر
خاںؔ میاں کیوں نہ کروں حضرت استاد کو یاد

تمام تاریخوں میں صرف ایک تاریخ قابلِ ذکر ہے۔ تاریخ جلوہ افروز شدن نصیر الدین حیدر بادشاہ کہ بدار الشفا بیان شادی دیوا صاحب انگریز بپاسِ خاطر میاں محمد بخش رسا شاگردِ ایں فقیر ــــ "زہے نصیب سرافراز کردھر و مہ"

دلّی اور لکھنؤ کے اشارے:۔

شکایت کیا ہے اے خاںؔ لکھنؤ میں تو جو نکلے ہو
ہوا ہے منتظم کو شوق اب بے انتظامی کا

ع یاد آتی ہے جو دلی تو میں رو دیتا ہوں:۔

خاںؔ میاں جاؤں میں کس طرح بھلا دلی میں
یاد کرتے ہیں مجھے لوگ وطن میں اکثر

تجھ کو بیجا یہ گماں دل میں رہا دور ہوں میں
رہنے والا ہوں میں دلی کا بڑی دور ہوں میں

دل کسی ماہ کو دے کر میں بہل جاؤں گا
چاندنی چوک ہے قائم تو سنبھل جاؤں گا

مجھ کو مدت ہوئی دلی سے تو آئے اے خاںؔ
واں کے محبوبوں کو اب خاک محبت ہوگی

دلی کے دیکھنے کو جی ہی پھڑک رہا ہے
اے خاںؔ ہمیں خدا کب پہنچائے گا وطن میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳)

مصحفی کے شعر:-

خاں نے مختلف شعرا کی غزلوں پر مخمس لکھے ہیں۔ ان میں مصحفی کی غزلیں سب سے زیادہ ہیں۔ سخاوت مرزا صاحب نے ان دونوں کے مخمسات کا ذکر کیا ہے جو دیوان اوّل میں ہیں:-

۱۔ دو دن سے وہ شکل اپنی دکھاتا نہیں مجھ کو ۲۔ خیالِ یار جو شب میرا ہمکنار رہا!

دیوانِ دوئم میں بھی دو غزلوں میں مخمس ملتے ہیں۔

۲ جیتے ہی جی کو خاک کیا میں نے کیا کیا اپنے تئیں ہلاک کیا میں نے کیا کیا۔

اور دیوانِ سوئم میں مصحفی کی سات غزلوں میں مخمس کہے ہیں:- ہم ہر غزل کا مطلع اور تعداد اشعار مصحفی درج کرتے ہیں۔

(۱) ہرگز نہ مری خاک سے فرزانہ بنے گا پتلا کبھی بنے گا تو وہ دیوانہ بنے گا ۱۰ شعر

(۲) ترے بگڑتے ہی الفت کا گھر خراب ہوا امید کو طرف یاس سے جواب ہوا ۹ شعر

(۳) چمن میں جاتے ہی جی تن سے کبھی روانہ ہوا مجھے تو خندۂ گل موت کا بہانہ ہوا ۱۰ شعر

(۴) صبح شب ہجراں کو خدا جانے ہوا کیا خورشید درخشاں کو خدا جانے ہوا کیا ۱۳ شعر

(۵) ہم ملے خاک میں جبتا تو سنبھلتا آیا دم بدم رنگ ترا اور نکلتا آیا ۱۴ شعر

(۶) پردہ جب رخ پہ ترے اوبت مغرور نہ تھا آئینہ محوِ تماشائے رُخِ حور نہ تھا ۹ شعر

(۷) مارِ گیسو کو مری جان مگر چھوڑ دیا ترے ہمسایہ نے جو خوف سے گھر چھوڑ دیا ۷ شعر

یہ سب غزلیں عدہ کے علاوہ دیوان ششم (نسخہ رام پور) میں موجود ہیں مگر تھوڑے تھوڑے الفاظ اور مصرعوں کے اختلافات ہیں عدہ مجھے نہیں ملی۔

خاں کے ان تینوں دواوین سے مصحفی کی ۱۱ غزلیں مل جاتی ہیں میں مصحفی کے قلمی دیوان اور خاں کی نقل کردہ غزلوں کے اختلاف دکھانا چاہتا تھا مگر فی الحال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصحفی کے دو دواوین تک پہنچ نہیں۔ اس لئے یہ اشارے کافی ہوں گے۔

تلامذۂ خان ——— "تذکرہ خوش معرکۂ زیبا"

(۱) آشفتہ:- نواب جرار الدولہ محمد ہادی علی خاں بہادر ضیغم جنگ تخلص آشفتہ ابن مہدی علی خاں داماد فردوس منزل شاگردِ اشرف خاں (خان کا ایک شعر ہے:-)

خاں رہے شاد یہ نواب جرار الدولہ اور فزوں جاہ و حشم اسکا بصد شاں ہووے

نمونۂ کلام:-

ہرگز ملے نہ بادہ کشی کا مجھے مزا جب تک نہ دستِ یار میں جامِ شراب ہو
اب کسی شکل نہیں زیست نظر آتی ہے اُس سے ملنے کی الٰہی کوئی صورت ہو جائے

(۲) باغ:- امام علی تخلص بہ باغ پسر محمد پناہ۔

رشک کیا کیا ہو رقیبوں کو وہ محفل دیکھ کر باغ ہو وہ گل ہو اور جامِ شرابِ ناب ہو

(۳) جمیل:- امیر خاں جمیل (دیوان دوم کی تاریخ پر خان نے لکھا ہے تاریخ وفات مسماۃ پیاری آشنائے امیر علی خاں جمیل، تاریخ ۱۲۵۳ھ ہے)

اسیرانِ قفس اے ہمصفیر چھوٹے جاتے ہیں ذرا صیاد سے پوچھو ہماری بھی رہائی ہو

(۴) رسا:- محمد بخش رسا (دیوانِ دوم میں ایک تاریخ پر لکھا ہے "بپاس خاطر میاں محمد بخش المتخلص رسا شاگرد ایں فقیر۔)

مل گئے غیر سے تم تم کو صنم دیکھ لیا بس جی بس جائیے سب قول و قسم دیکھ لیا

---

(۶) شجر:- لالہ گرو داس شجر:-

اپنی زلفیں چھپاؤ گے کب تک مجھ کو وحشی بناؤ گے کب تک

(۷) شور:- مرزا آغا علی شور ساکن فیض آباد:-

جی چاہتا ہے تم کو گلے سے لگائیے اس بھولی بھالی شکل کے قربان جائیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸ - شفق :- شیخ محمد جان عرف ممن خلف محمد بناہ :-

ناموس ننگ وغیرت وصبر وقرارِ دل | کھو بیٹھے کوئے یار میں ہم جا کے دوستو

(۵) ساحل :- گوہر علی عرف گوہری تخلص ساحل :-

ابھی سے دل نہ کڑھا موسم خزاں میرا | بہار باغ کی دو دن تو سیر کرنے دے

گیا تھا ڈاک میں ساحل جو خط وہاں میرا | انگوٹھی اس ڈپٹی دا نے دی کٹی قاصد کو

(۹) قلزم :- شیخ علی بخش قلزم :-

ہوا گوشہ نشیں اس واسطے چھوڑا گدائی کو | وہ رزاقِ جہاں ہے رزق دے دے گا تجھے قلزم

(۱۰) منصف : شیخ قادر علی منصف :-

صورتِ برق کیا یار نے مضطر مجھ کو | رخ کو گھونگھٹ میں چھپایا جو دکھا کر مجھ کو

(۱۱) واصف :- حیدر حسن تخلص واصف :-

توڑتا ہے دیکھنا صیاد بے تقصیر، پر | فصلِ گل میں ظلم ہے کیا بلبلِ دل گیر پر

حسرت مرحوم نے سلسلہ مصحفی میں خاں کے صرف ایک شاگرد واقف کا نام لکھا ہے۔ میرا خیال ہے، کہ واصف ہی کو مولانا واقف لکھ گئے۔

اسلام کا نظام مساجد

تالیف مولانا محمد ظفیر الدین صاحب رفیق ندوۃ المصنفین

اسلام کے نظام مساجد کے تمام گوشوں پر ایک جامع اور مکمل کتاب جو پہلی مرتبہ وجود میں آئی ہے، بڑے بڑے عنوانات ملاحظہ ہوں۔

قدرتی نظام اجتماع، دعوتِ اجتماع، قدرتی نظام وحدت، باطنی اصلاح، دربارِ الٰہی اسلام کی نظر میں، مسجدوں کی تزئین، مواضع مسجد، دربارِ الٰہی میں دنیا کے کام، دربارِ الٰہی کی صفائی، وقف اور تولیت، متفرق احکام مساجد۔

تقطیع ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۴۴۲ - قیمت ۸؍ - مجلد للعہ؎ -

© rasailojaraid.com